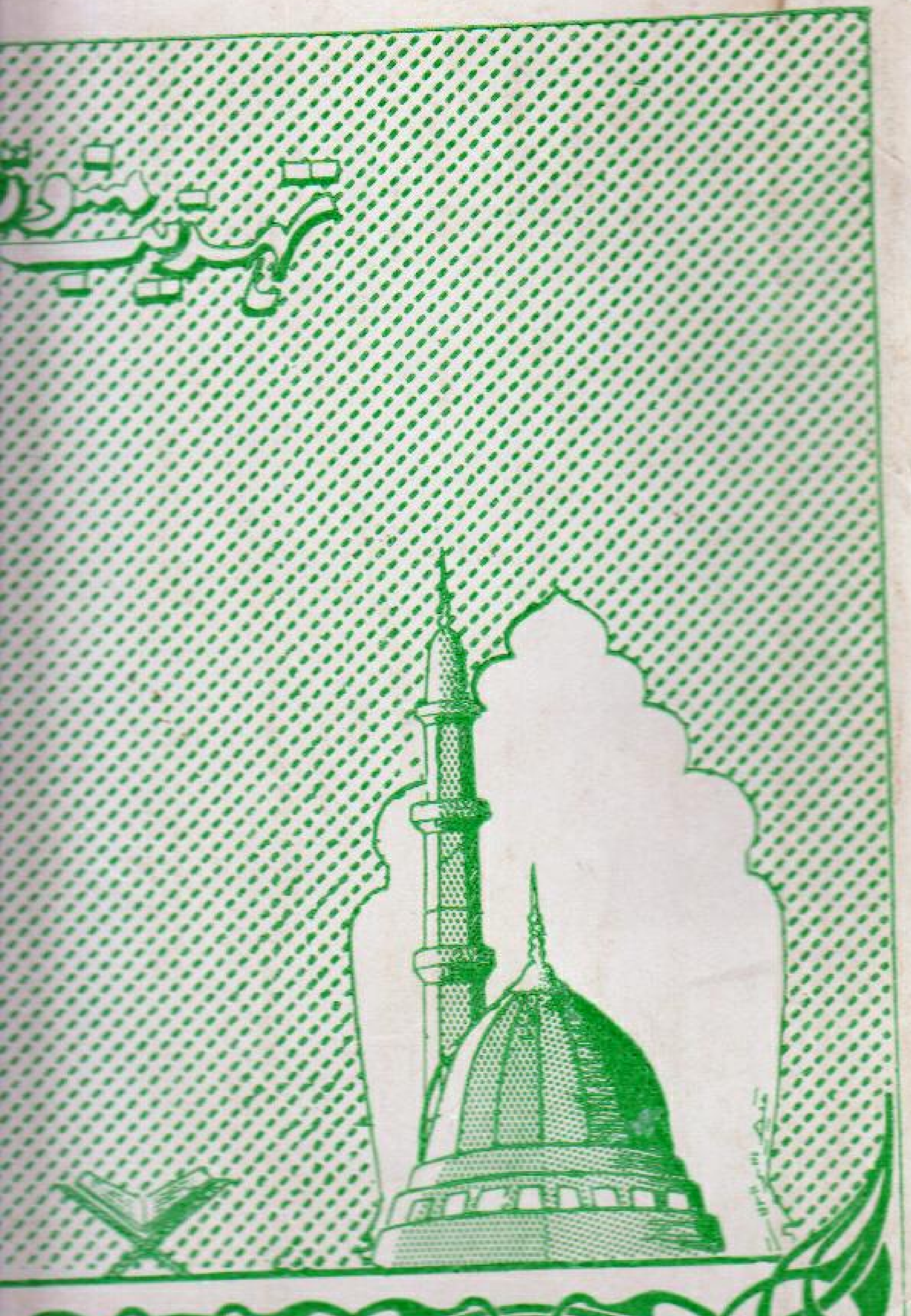


صابر شاہ آبادی

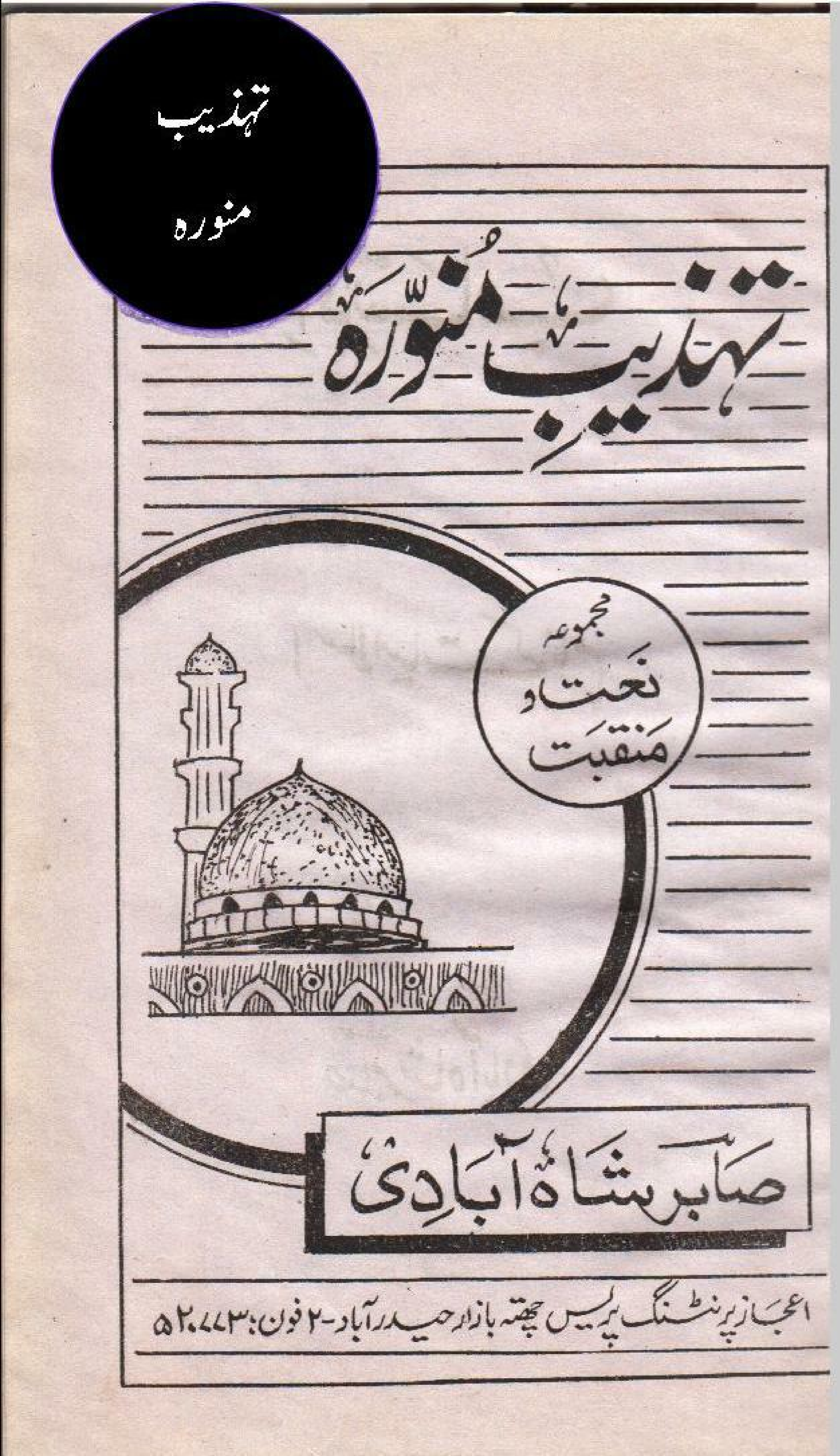
Tahzeeb Munawa

COLLECTION OF :

Hamd, Nath & Manqabat

by

SABIR SHABADI



حضرت صابر شاہ آبادی کی نایاب کتاب 'تہذیب منورہ' نعت و منقبت پر مشتمل ہے۔ اس نیاب نسخہ کو مولانا صادیق انواری صاحب قبلہ کے پاس سے حاصل کر کے آپ تک پہنچایا جارہا ہے

دعاؤں کے طالب

محمد سیلانیا نعمدار

محمد حنیف رضوی نگارچی

محمد عتیق رضوی

اسلامیات کے نام

صابر شاہ آبادی

نام کتاب .... تہذیب منوّرہ
نوعیت کتاب .... مجموعۂ نعت و منقبت
نام مصنف اور پتہ ... صابر شاہ آبادی، خورشید محلہ
شاہ آباد۔ ضلع گلبرگہ (کرناٹک)۔
PIN 585228
کتابت ... شفیع اقبال
مطبوعہ ... اعجاز پریس۔ چھتہ بازار۔ حیدرآباد۔
ناشر .... حنا پبلیکیشنز۔ گلبرگہ شریف
تعداد اشاعت ...... پہلی بار چھ سو (۶۰۰) جلدیں
تاریخ اشاعت .... مارچ ۱۹۹۰ء
ھدیہ فی کتاب .... دس روپے =/Rs.10

کتاب ملنے کے پتے

١۔ صابر شاہ آبادی ۔ خورشید محلہ ۔ شاہ آباد ۔ (ضلع گلبرگہ کرناٹک)
٢۔ دفتر ہفتہ وار "الفرقان" عقب مسجد عثمانیہ ۔ کھاری باؤلی ۔
مومن پورہ ۔ گلبرگہ ۲ کرناٹک ۔

اظہارِ تشکّر

میں اپنے اس مجموعۂ نعت و منقبت "تہذیبِ منوّرہ" کی اشاعت کے لئے کرناٹک اُردو اکیڈیمی بنگلور کی جزوی مالی اعانت کا ممنون ہوں۔

صابر شاہ آبادی
شاہ آباد۔ ضلع گلبرگہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مصنّف

تشکر زبانی، رسمی بھی ہو سکتا ہے مگر تشکرانۂ قلبی قابلِ درگزر نہیں ہوتا۔ چنانچہ میں اسی یقینِ کاملہ کے تحت عاجزی کے ساتھ کہتا ہوں کہ میرا سارا وجود اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہے کہ مجھے اس نے اپنے رسولؐ و حبیبؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف جاننے ماننے اور ان سے محبت کرنے کی توفیق دی بلکہ اس محبت کے احساس و اظہار کی حیثیت بھی عطا فرمائی جو انشاء اللہ کچھ نہ کچھ حضرات کیلئے رسولِ اکرمؐ سے محبت کا باعث بن سکتی ہے غرض یہی کوشش "تہذیبِ منوّرہ" کی شکل میں نذرِ قارئینِ کرام ہے۔

اُردو زبان کی ادبی و ثقافتی مقبولیت ثابت کرنے کے لئے عرض ہے کہ سنہ ۱۹۷۳ء سے سنہ ۱۹۸۹ء کے مختصر درمیانی عرصے میں شائع شدہ یہ میرا چھٹا مجموعۂ کلام ہے۔ جملہ مجموعوں کی تاریخی ترتیب حسبِ ذیل ہے۔

مجموعہ کا نام	نوعیتِ کلام	تاریخِ اشاعت
۱۔ رحمتِ تمام	مجموعۂ نعت و منقبت	سنہ ۱۹۷۳ء

۲۔ سیاست صداقت کی منزل پر — مجموعۂ منظومات — دسمبر سنہ ۱۹۷۶ء
۳۔ سلسلۂ انوار — مجموعۂ نعت و منقبت — مارچ سنہ ۱۹۵۸ء
۴۔ شریکِ وفا — مجموعۂ نظم و غزل — مارچ سنہ ۱۹۸۲ء
۵۔ خاتمِ نجات — مجموعۂ نعت و منقبت — جنوری سنہ ۱۹۸۴ء

نعت گوئی سیرت نگاری کے ذریعہ کردار سازی کرتے ہوئے جان نثاری کے جذبہ تک خود پہنچنے اور دیگروں کو پہنچانے کا نام ہے۔ جس کے بغیر غزل گوئی اور نعت گوئی یعنی عشقِ مجازی اور عشقِ حقیقی کا فرق واضح نہیں ہو سکتا۔ عشقِ مجازی کامیابی و ناکامی ہر دو صورتوں میں عارضی و جسمانی ہوتا ہے اور عشقِ حقیقی میں اوّل تو ناکامی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ یہ عمر کے ساتھ ساتھ ضعیف ہونے کے بجائے اور پختہ و مستحکم ہوتا ہے کیونکہ یہ تعلق روحانی ہونے کے سبب عمر اور جسم سے ماوراء ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی استقلال و ارتقاءِ عشقِ حقیقی کی پہچان ہے۔ اسی بناء پر عشقِ مجازی سے متعلق ہر دور میں کئی مثالیں ملتی ہیں کہ ایک حد پر پہنچ کر عشقِ مجازی عشقِ حقیقی میں ضم ہو گیا لیکن اس کے برخلاف عشقِ حقیقی کے کسی بھی مرحلے پر عشقِ مجازی میں ضم ہونے کی مثالیں کمیاب بلکہ نایاب ہیں۔ جس سے عشقِ حقیقی کی برتری اور فضیلت ثابت ہے۔

"خوب" سے "خوب تر" میں اسی منتقلی کے بعد عاشق کے قلب و روح پر تصوف و معرفت کے دروازے کھل جانے سے اس کا باطن روشن ہونے لگتا ہے۔ جس کے زیرِ اثر وہ اپنے محبوبِ حقیقی کے ہجر میں بھی

ذکرِ حبیب بہ نہ وصلِ حبیب (دوست کا ذکر دوست کی ملاقات سے بہتر ہے۔) پورے یقین سے کہتا ہوا آخرکار درِ حبیب تک پہنچ جاتا ہے۔ جو حسبِ نظر مدینۂ منورّہ میں بھی ہے اور ہر اس جگہ جہاں وہ دل کی گہرائی سے مصروف درود و دید ہو۔

محمدؐ کو مدینے ہی میں گر سمجھا تو کیا سمجھا
کہ قرآں میں ہے اُن کا رحمۃ اللعالمینؐ ہونا

عشق بنیادی طور پر توفیق ہے جو عاشق کے اندر حسبِ عزم و عمل عجز و اعتماد اور رفتہ رفتہ قربانی دینے اور قربان ہونے کا جذبہ پیدا کرتا ہے ورنہ تکمیلِ مقصد محال ہے۔ عشق آدمی کو اپنے نصب العین تک پہنچانے کا ضامن اعلیٰ ہے۔ اسی لئے عاشق رضائے یار اور منزلِ یار کی دُھن میں رکاوٹوں کی بلکہ اپنے انجام کی تک پرواہ کئے بغیر آتشِ نمرود میں کود پڑتا ہے اس کے برعکس اسباب و انجام پر غور و فکر کرنے والی "خرد" نہ صرف محوِ تماشہ رہ جاتی ہے بلکہ محروم گلستاں ہو کر زندگی بھر ضمیر کی ملامت کا شکار ہو جاتی ہے۔ ببیں تفاوتِ رہ از کجا است تا بہ کجا (دیکھئے کہ راستے کا فرق کہاں سے کہاں پہنچا ہے) بے یقینی اطمینان چھین لیتی ہے اس لئے غیر مطمئن آدمی نہ کوئی دینی کام انجام دے سکتا ہے اور نہ دنیوی۔ پھر ایسا مذبذب کس کام کا جو نہ خود کے کام آ سکے اور نہ دوسروں کے۔ چنانچہ علامہ اقبالؔ کی نظر میں ایسے ہی مشکوک و بے اعتماد بندے سے خدا کہتا ہے۔

تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن !

ہر دور کی تاریخِ انسانی شاہد ہے کہ دنیا میں وہی لوگ سربلند اور کامیاب سمجھے گئے ہیں جنھیں اپنے مقاصد کی تکمیل سے عشق کی حد تک دلچسپی رہی ہے اور وہ بے شمار رکاوٹوں کے باوجود بامُراد رہے جبکہ دنیوی معاملات میں عشق کسی کو محرومِ منزل نہیں رکھتا تو پھر اُن کا کیا کہنا جنھیں بفضلِ خدا، حبیبِ خدا سے عشق و محبت ہو۔ ظاہر ہے کہ خود اللہ تعالیٰ صمد و بے نیاز ہونے کے باوصف اپنے حبیب بندۂ محبوب سے بے حد محبت کرتا ہو اور اپنے سارے بندوں کو اُن سے محبت کی ہدایت کرتا ہو اور اُن کی اطاعت کو خود اپنی اطاعت سمجھتا ہو بلکہ اُن سے محبت کاملہ کے بغیر اپنی خوشنودی کو محال بتاتا ہو اور جن کی رسالت کے اقرار و یقین کو شرطِ ایمانی بتاتا ہو پھر ان کی محبت سے محروم رہنا اندازہ کیجیے کہ کتنی بڑی نافرمانی اور کس قدر شدید بدنصیبی و گمراہی ہے۔ عیاذاً باللّٰہ آمین۔

پچھلی سطور میں، میں نے دانستہ طور پر عشق کو "توفیق" کہا ہے جس سے بے شمار جید علمائے کرام و عارفین کرام کو صدیوں سے اتفاق ہے کچھ لوگ اپنی شخصی کاہلی اور بے عملی کے سبب عشق کو — "جنون و دیوانگی" بتاتے ہوئے اپنی ہوشمندانہ بے عملی کو بھی باعمل ثابت کرنے میں تاویلات میں پڑ جاتے ہیں جو ہرگز مناسب نہیں ہے۔ قرآنِ کریم میں ایمان اولیت اور عملِ صالح کی ثانویت ہرگز بے عملی کا جواز نہیں ہے لہٰذا جب تک نسبتِ رسول ﷺ کے ذریعے ثابت نہ ہو اور عشقِ رسول ﷺ جبتک عاشقِ رسول ﷺ کے

اعمالِ صالحہ سے ثابت نہ ہو۔ ہر دعویٰ محض عبث ہے۔ ظاہر ہے کہ جو عشق بے عمل خود رسولِ اکرم ﷺ کو قبول نہ ہو پھر اسکی بارگاہ خداوندی سے اُمیدِ قبولیت کیسی! یہ تو ہوئی عمل صالح پر ایمان کو غیر شرعی حد تک ترجیح دینے والے جذباتیوں کی بات، دوسری طرف ایمان پر عمل صالح کو غیر اسلامی حد تک ترجیح دینے والے انتہاپسندوں کی بات بھی افسوسناک حد تک قابلِ اصلاح ہے جو عمل کے مقابلے میں ایمان کی اولیت و فضیلت کو زبانی و رسمی طور پر تو مان لیتے ہیں لیکن درحقیقت ان کے طرزِ فکر و عمل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ عمل ہی کی اولیت کے طرفدار ہیں جو غلط ہے۔

چنانچہ "حفظِ مراتب" کے تحت ہم سب کو وہی معتدل طریقۂ کار اپنا چاہیئے جو قرآن و حدیث کے مطابق ہو۔

اسی بناء پر میں نے اس مجموعہ کی تمام نعتوں اور منقبتوں میں حتی المقدور اس بات کو ملحوظ رکھا ہے کہ کہیں بھی افراط و تفریط اور بے اعتدالی کی فضاء پیدا نہ ہو۔ چنانچہ رسولِ اکرم ﷺ اور آل و اولیاء کرام رح سے اپنے تعلقِ قلبی کے اظہار میں بھی ذرّہ برابر مبالغہ آرائی اور خودستائی آنے نہ پائے، میں نے اس کی بہت کوشش کی ہے۔ لہٰذا سیرتِ پاک و معجزات سے متعلق اشعار ہوں یا کردارِ اولیائے کرام رح و کرامات سے متعلق مناقب ہوں میں نے غلو سے محفوظ رہنے کا پورا پورا خیال رکھا ہے۔

حق تو یہ ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ اور کردارِ اولیاء رح، بجائے خود بفضلِ

تعالیٰ کچھ اس قدر جامع اور اس درجہ مکمل اور اس حد تک اعلیٰ و ارفع ہے کہ غلو کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ جدید اصطلاح دراصل دورِ حاضر کی جماعتی و نظریاتی بدعقیدگی اور تنگ نظری کی پیداوار ہے۔ آخر نعوذ باللہ سیرتِ محمدیؐ اور سیرتِ اولیاءؒ کا کونسا گوشہ ہے جو مکمل ترین اور اعلیٰ ترین نہیں۔ پھر شاعر کو اس میں اپنی طرف سے اضافہ کی ضرورت ہی کہاں پڑتی ہے کہ وہ راہِ غلو اختیار کرے۔ لہٰذا منصفانہ طور پر جائزہ لیا جائے تو اکثر و بیشتر نعت گو و منقبت نگار شعرائے کرام نے جو اشعار عقیدت مندانہ جذبات میں لکھے ہیں وہ بھی محض اظہارِ عقیدت نہیں بلکہ اظہارِ حقیقت ثابت ہوں گے۔ سوائے غیر محتاط شعراء کے اُن چند اشعارِ نعت کے جن میں "احد" اور "احمدؐ" کے قرآنی امتیاز کو پوری طرح ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے اور جو قلمزد کر دیئے جانے کے مستحق ہیں۔

چنانچہ اسی بناء پر میں نے اس مجموعۂ کلام کے لئے، لفظی و فکری اعتدال کو بنیادی و مرکزی ضرورت سمجھتے ہوئے اس امر کا برابر لحاظ رکھا ہے کہ عظمتِ رسولؐ اور عظمتِ اولیاءؒ کے بجائے ان سے اپنی نسبت نمائی کو ترجیح حاصل نہ ہو۔

یہ ہمارے سائنسی دورِ ایجاد و ارتقاء کا ایک عجیب روحانی المیہ ہے کہ صالح سے صالح قدروں کو بھی صرف ان کی قدامت کی بناء پر نظرانداز کیا جا رہا ہے۔ یہ جدت پسندی چونکہ حقیقت پسندی کے

خلاف ہے۔ اسلئے ہمیں اپنے خود ساختہ پیمانوں سے حقیقت پسندانہ جائزہ لینا چاہیئے تاکہ ہم اپنے دیرینہ و مسلّمہ سرمایۂ روحانیت یعنی اپنے اولیاء و اسلاف کے متعلق ساری بدگمانیاں دور کریں اور روحانیت پر اور معاشرے پر ان بزرگوں کے احسانات کو خلوصِ دل سے قبول کریں اولیاءِ کرامؒ کی روحانی خصوصیات پر قرآن و حدیث بھی متفق ہیں اور بیشتر سنجیدہ مفکرینِ اسلام کی مقبول تصانیف بھی۔ چونکہ یہ اپنے بے داغ کردار کے اعتبار سے اسلامی تعلیمات کے عین مطابق تھے۔ اسلئے یہ ہر دور میں عالمی سطح پر مجسمۂ صبر و رضا اور پیکرِ تبلیغ سمجھے گئے۔ اگر فی الواقعی ان اہل اللہ کا کردار اتنا ہی مثالی نہ ہوتا تو لاکھوں اہلِ نظر مرید ہو جانے کی حد تک اُن سے ہرگز متاثر نہ ہوتے۔ پھر ایسے مفیدِ اسلام اور مقبولِ عام و خاص ہستیوں کا احترام کرنا آخر کس طرح بدعت ہو سکتا ہے۔ اُنہوں نے امنِ عالم قومی یکجہتی، مساوات پسندی اور انسان برادری کے لئے جو قربانیاں دی ہیں انہیں نظرانداز کرنا احسان فراموشی ہے۔

الغرض اس مجموعہ میں جتنی بھی مناقب ہیں وہ ایسے ہی معتبر بزرگوں پر ہیں جو مثالی کہلانے کے مستحق ہیں۔ فکری و لفظی اعتدال کی اہمیت کے پیشِ نظر میں نے کوئی منقبت موڈ کے نارمل ہونے سے قبل محض جذباتی رَو میں ہرگز نہیں لکھی ہے۔ انشاء اللہ قارئین کرام اور ناقدین کرام اس بات کی ضرور تصدیق کریں گے اور درحقیقت

یہ انہیں کا منصب ہے۔ میں نے صرف شعری اشاریت اور معنوی وضاحت کے درمیانی فرق کی صراحت کی ہے۔ تاکہ قارئین کو کلام کے مطالعے سے پہلے کلیم کے طرزِ شعری سے واقفیت حاصل ہو سکے۔ پس اسلئے ہر کتاب میں "عرضِ مصنف" کی ضرورت اہمیت رکھتی ہے۔ ورنہ اصل عرضِ مصنف تو کتاب میں شامل مواد ہی ہوتا ہے۔

اس احتیاط کے باوصف خدانخواستہ غیر شعوری طور پر لاحق شدہ کوئی ناپسندیدہ بات اس مجموعہ میں نظر آئے تو ناقدین کرام اور ناظرین کرام سے گزارش ہے کہ وہ مجھے اپنی اس کوتاہی سے مطلع کر کے ممنون فرمائیں تاکہ اصلاح کا موقع مل سکے۔ قارئینِ کرام کے لئے ایک اہم اطلاع یہ ہے کہ اس مجموعہ میں کوئی نعت و منقبت وغیرہ ایسی نہیں ہے جو میرے پچھلے مجموعوں میں شائع ہو چکی ہو۔ سارا مواد غیر مطبوعہ ہے۔

آخر میں، میں اس مجموعۂ نعت و منقبت کی ہر خوبی کو فضلِ مولا سمجھ کر اور ہر غیر ارادی بھول چوک کو اپنی بشریت جان کر معافی کی التجا کرتے ہوئے رسول اکرمؐ کے وسیلہ سے گداز قلب کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر و ہیچمداں کی اس نذر کو قبول فرمائے۔ آمین ثمّ آمین۔

صابر شاہ آبادی

حمدِ شریف

جسے تو مِلا اُسے سب مِلا، ترا قرب اتنا بلند ہے
وہ نصیب ہو کہ نہ ہو مگر ترا جلوہ جلوہ بلند ہے

وہ جو تجھ کو سب کچھ سمجھ لیا، جو تری تلاش میں لگ گیا
غمِ دو جہاں سے نکل گیا ترا عشق اتنا بلند ہے

تری ذات بحدِ عظیم ہے کہ تو بے نیاز قدیم ہے
ترا منکروں پہ بھی ہے کرم ترا ظرف کتنا بلند ہے

وہ جو مہر و ماہ کو حکم دے وہ جو کنکروں کو زبان دے
زہے فخر اُسکا خدا ہے تو جو رسولؐ اتنا بلند ہے

میں نثار تیرے نظام پر، یہ ترے درود رسولؐ پر
کوئی آجتک نہ سمجھ سکا کہ یہ ربط کتنا بلند ہے

ہیں دلوں کے حق میں پیام ہوں کہ ترے نبی کا غلام ہوں
یہ بھرم بھی تیرے کرم سے ہے جو مرا وسیلہ بلند ہے

ترے در پہ جسکا یقیں نہیں، تیرے ذکر سے بھی غرض نہیں
ترا نام لے کے تو دیکھ لے کہ یہ نام کتنا بلند ہے

ہے حرم کی جانب قدم مرا، ہو خدا کے صابر کرم ترا
وہ کسی بھی شکل میں کیوں نہ ہو ترے در کا قصد بلند ہے

نعتِ شریف

○

میں فقیر تیرا ضرور ہوں یہ نہیں کہ در پہ پلا نہیں!
مجھے کچھ بھی عشق صلہ نہیں ہے سوا لیو نہیں بنا نہیں

میں جو سر تا پا تری نذر ہوں ترا قرض پھر بھی چکا نہیں
جو کہا ہے سچ ہی کہا مگر یہ مظاہرہ بھی روا نہیں

تری رحمتیں ہیں بلا وفا یہ معاوضہ یا صلہ نہیں
ترے دشمنوں میں بھی کون ہے ترے دل میں جسکی جگہ نہیں

نہ یہ ہجر ہے نہ وصال ہے نہ یہ صبر ہے نہ ثمر ہے یہ
ترے در پہ پہنچا نہیں مگر ترے در سے ہرگز ہٹا نہیں

تو فقط خدارا بلا مجھے، ہے یہی بُلاوا صلہ مجھے
جو وہاں سے کچھ بھی نہ مل سکا یہ نہیں کہو نگا ملا نہیں

تری ذات سب سے ہے ماورا تو ملیگی تیری مثال کیا
ترے یارِ غار سا متقی کوئی جبکہ پیدا ہوا نہیں

ترا مہر و ماہ پہ بس چلے، تو کہے تو سونا اُبل پڑے
تری رات گھر میں دیا نہیں ترا دن کہ چولھا جلا نہیں

اُنہیں تو ملا نہ زباں ملی نہ ثواب کلمہ ملا انہیں
ہیں بچھے سے وہ کنکرے ترا دَور جن کو ملا نہیں

کسے جانِ صابرؔ نصیب ہو یہ سپردگی ابوبکر رضؓ کی
ترا یارِ غار تھا دائمی ترے در سے واپس ہوا نہیں

نعتِ شریف

عمر کم ہے ترے درجات دکھانے کیلئے	لمحہ لمحہ تری معراج بتانے کے لئے
نعت پڑھتا ہوں تو ہر شعر یہ باطن ٹوکے	ربط نبوی نہیں محفل پہ جتانے کیلئے
چپ جو ہوتا ہوں تو توفیق یہ سمجھاتی ہے	شکر کی بات نہیں ہوتی چھپانے کیلئے
شمع تک جا کے پلٹتا نہیں پروانہ کوئی	سوز درکار ہے روضے سے نہ آنے کیلئے
فضل ممکن ہی نہیں عشقِ محمدؐ کے بغیر	شرطِ اوّل ہے یہ تقدیر بنانے کیلئے
ایک فاقہ ہی سہی اُنؐ کے غمِ فاقہ میں	کچھ نہ کچھ حق ہو انہیںؐ اپنا بتانے کیلئے
عشقِ صدیقؓ اُبلنا نہیں، گھُل جانا ہے	مثلِ پروانہ نہ جا خود کو جلانے کیلئے
خود نبیؐ کے لئے پانی مری آنکھوں میں نہیں	خون بیکار روؤں گا پھر انکے گھرانے کیلئے
احمدؐ زندہ کا گھر کہنا درِ رحمت کو	ہے انہیں پردے میں بیدار بتانے کیلئے
ربطِ باہم ہے کچھ ایسا کہ سلیقہ ہو اگر	نامِ احمدؐ ہے بہت رب کو منانے کیلئے
جانِ صابرؔ مرا مقصد نہیں تشہیرِ جنوں	نعت گوئی ہے تمہیں اپنا بنانے کیلئے

نعتِ شریف

اہلِ ایمان تو اہلِ ایمان تھے، کفر کا اعترافِ وفا دیکھئے
دشمنوں نے محمدؐ کو صادق کہا، منکروں میں نبیؐ آشنا دیکھئے

شامِ معراج کی یہ عطا دیکھئے، یہ وسیلے کا وصلِ خدا دیکھئے
کیوں نہ ہو اب قبولِ دعا کا یقین، آ گیا عرش تک واسطہ دیکھئے

شامِ معراج، کیا شام اعزاز ہے، منتہٰی کی بلندی سے آغاز ہے
جس کو قرآن نے عرشِ اعظم کہا، وہ بھی ہے یارؐ کے زیرِ پا دیکھئے

اب نہیں، کل نہیں، تا قیامت نہیں، اس محبت کی تشریح ممکن نہیں
عرش پر اپنے محبوبؐ کو دیکھ کر خود خدا کا سلام و دعا دیکھئے

اہلِ عرفان پھر اہلِ عرفان تھے، اہلِ باطل جو تھے وہ بھی السان تھے
جانداروں کا کیا تذکرہ کیجئے، کنکرے تھے نبیؐ پر فدا دیکھئے

نیکیوں کی مکمل جزا کیلئے، انتظارِ قیامت ضروری نہیں
خُلد اور حاصلِ خلد کو دیکھنے آئیے اور محمدؐ کدہ دیکھئے

قُرب وہ دوری جُداگانہ حالت سہی، ہو جو محرمِ جلوہ وہ نسبت نہیں
جو بظاہر درِ مصطفٰیؐ پر نہیں وہ بھی ہے واصلِ مصطفٰیؐ دیکھئے

دیدِ کعبہ نہ دیدارِ طیبہ ہوا، پھر بھی صابر ہے اُن سے امیدِ وفا
آنکھ کو تر نہ دیکھا کسی نے مگر ضبط کی نسبت بے ریا دیکھئے

نعتِ شریف

سفر ہو حسبِ ہجرت گر ہمارا، یا رسول اللہؐ
اُبھر سکتا ہے کشتی میں کنارہ یا رسول اللہؐ

نہ ہوتے تمؐ تو ہم اپنے خدا سے بے خبر ہوتے
غرض تمؐ سے ہے سر اُونچا ہمارا یا رسول اللہؐ

مخالف کو اماں دے دی تو کنکر کو زباں بخشی
بھلا کس پر نہیں قرضہ تمہارا یا رسول اللہؐ

شریعت کی حمایت میں خلافت کی حفاظت میں
لٹا اُمت کی خاطر گھر تمہارا یا رسول اللہؐ

نمازوں کی اجازت ہے نہ محشر میں تلاوت کی
درودِ پاک کا بس ہے سہارا یا رسول اللہؐ

تعین جس کا آساں ہو، احاطہ جس کا ممکن ہو
وہ ہو سکتا نہیں رتبہ تمہارا یا رسول اللہؐ

مرا ایماں ہے کہ میزانِ محشر تھر تھرا جائے
جو تم کہہ دو کہ ہے صابر ہمارا یا رسول اللہؐ

نعتِ شریف

کبھی ممکن نہیں رحمتؐ کا محدود و مکیں ہونا
نہیں شرطِ کرم شاہِ مدینہؐ کا یہیں ہونا

محمدؐ کو مدینے ہی میں گر سمجھا تو کیا سمجھا
کہ قرآں میں ہے اُن کا رحمت اللعالمیں ہونا

خدا کی شان ہے رحمت تو رحمت کو فنا کیسی
نہیں سب کی طرح سرکار کا زیرِ زمیں ہونا

کبھی جو شدّتِ غم خود بہ خود کم ہونے لگتی ہے
مجھے محسوس ہوتا ہے محمدؐ کا قریں ہونا

نبیؐ کا اختیار و حق نہیں کچھ بھی تو پھر کیا ہے
قیامت میں محمدؐ کا شفیع المذنبیںؐ ہونا

بغیرِ علم ممکن اور بغیرِ عشق ناممکن
پریشانی میں امدادِ محمدؐ کا یقیں ہونا

رسالت کی حدیں ہیں، عشق لامحدود ہوتا ہے
محمدؐ ہی کو حاصل ہے خدا کا ہمنشیں ہونا

شہیدِ کربلاؓ کا خون کہتا ہے کہ اے صابرؔ
نہیں کافی محمدؐ کا فقط علم و یقیں ہونا

نعتِ شریف

دو عالم تیرےؐ دم سے ہیں، ترے معیار کے صدقے
یہ فرش و عرش تیرے اور ترے گھر بار کے صدقے

یہ معراج و شفاعت، عمرِ جسمانی کے رُتبے ہیں!
جہانِ غیب تیرے باطنی کردار کے صدقے

ابھی زنجیرِ در جنبش میں ہے اور گرم ہے بستر
رُکا ہے وقت بھی، اس دورۂ دیدار کے صدقے

بفضلِ رب تری رحمت نہیں ہے صرف لاثانی
یہ لافانی بھی ہے، ہر در ترے دربار کے صدقے

مدینہ جائے پردہ ہے، ٹھکانہ سارے عالم ہیں
فنا ہوتی نہیں رحمت، قدِ انوار کے صدقے

نہیں جنت یقینی، تیریؐ قربت تو یقینی ہے
جو ہو سو ہو قیامت میں ترے دیدار کے صدقے

ترے مداح پر لازم نہیں ہے بازباں ہونا
یہ دعویٰ سنگریزوں کا ہے دعویدار کے صدقے

فقط رب کے لئے دیدار تیرا اختیاری ہے
تو صابرؔ کیوں نہ ہوگا تیرے اس معیار کے صدقے

نعتِ شریف

○

تجھ سے تو نہیں ممکن اُن کی رحمت کی حدیں بتلا دینا
آغاز ہو جن کی سیرت کا دشمن پہ کرم فرما دینا

آدابِ زیارت یہ نہ سہی، آثار ہیں جلوۂ نبوی کے
اس دیدِ خدا کے موقع پر روضے سے نہ مجھ کو اُٹھا دینا

اے رحمتِ عالم سُنیے ذرا ہر شخص ہو جب طوفاں میں گھرا
اپنے ہی لئے پھر کیسے کہوں، نیّا مری پار لگا دینا

ہوتے ہیں کبھی تو آپ وہاں، جبرئیل نہ جا سکتے تھے وہاں
پھر کن سے کہوں مجھ کو نہ سہی آنکھیں تو مری پہنچا دینا

طے کر نہ سکے محرومِ عطا، رحمت کا ذریعہ ہیں آقا
محتاج کو جو ملنا تھا ملا، دنیا ہی تو ہے دلوا دینا

یہ دید تو ہوگی پل بھر کی اور پیاس ہے برسوں برسوں کی
پھر ہو نہ سکوں محروم نظر کچھ ایسی نظر فرما دینا

غیروں پہ بھی شفقت ماں جیسی کہتے ہیں اسے تہذیبِ نبی
ہم کچھ ہوں مگر وہ ہمارے ہیں، زیبا ہے ہمیں اترا لینا

آدابِ قیامت بھول گئے، تھے اتنے نبی میں کھوئے ہوئے
اس رنگِ جنوں پر رب نے کہا جنّت کو یہیں پہنچا دینا

سرکار اُدھر حاضر ہے ادھر، حائل ہیں کئی دیواریں مگر
آساں ہے بہت رحمت کیلئے دیواروں میں در بنوا دینا

نعتِ شریف

○

میرا جو کچھ ہے محمد پہ لٹا دے یارب!
اُن کا جو قرض ہے مجھ پر وہ چکا دے یارب

تو حمد ہو کے جو شیدائے نبی ہے اتنا!
وہ ادا اُن کی مجھے بھی دکھا دے یارب

سنّتِ نبوی کا پابند بنا کر مجھ کو
عشقِ احمد مری پہچان بنا دے یارب

مجھ سا پاپی بھی بشر، شافعِ محشر بھی بشر
اس تکبّر کو مرے دل سے مٹا دے یارب

نور فانی نہیں تیرا تو نبیؐ کیوں فانی
اس غلط فہمی کو ذہنوں سے ہٹا دے یارب
دشمنِ آلؑ بھی ہیں، منکرِ معراج بھی ہیں
اُمتیؐ کی کوئی پہچان بتا دے یارب
دید مشکل ہے بہت عالمِ بے ہوشی میں
نزع سے پہلے محمدؐ سے مِلا دے یارب
جس کو سُنتے ہی تو بے ساختہ پڑھتا ہو درود
مجھ کو سرکارؐ کا وہ نام بتا دے یارب
ایک دو جلوؤں سے کیا پیاس بجھے صابرؔ کی
اس کو سرکارؐ کا دربان بنا دے یارب

نعتِ شریف

شکلِ معبود کون و مکاں میں کہاں، کیا تقاضہ کروں میں کہ کعبہ ملے
تیراؐ دیدار رب کا دیدار ہے کیوں نہ ترسونگا آخر کہ طیبہ ملے
تیرا پیکر نہیں تو کفِ پا ملے، جلوہ پورا نہیں تو ذرا سا ملے
اس قدر بھی جو تجھ پر مرا حق نہیں، دم نکلنے کو ہے مجھ کو کلمہ ملے
آج بھی ہر طرف نارِ نمرود ہے کود پڑتا نہیں عشق نابود ہے
اب یزیدوں کی تفصیل بے سود ہے دورِ حاضر کو تیرا نواسہؓ ملے
یا خدا ضد مری التجا میں نہیں، شرط کوئی بھی میری دعا میں نہیں
میری تقدیر میں گر مدینہ نہیں پھر جہاں بھی کہیں کملی والا ملے
قبل کعبہ نہ ہرگز مدینہ چلوں یعنی اسود سے میں پاک ہوکر چلوں
ہے یہی اک مرا جذبۂ اندروں، دید سے پہلے توفیقِ توبہ ملے
جن کے دل فقر و فاقہ میں بھی شاد ہیں، تیری سنّت سے گھر جن کے آباد ہیں
وہ جو کعبہ پہنچنے سے معذور ہیں اُن غریبوں کو بھی کعبہ والا ملے
تجھ کو منظور تو حق کو مقبول ہے، نام محبوبؐ ہی شرطِ معبود ہے
قربِ رب ہے اے جانِ صابرؔ یہی وصل ہی وصل ہے گر وسیلہ ملے

نعتِ شریف

کریں کنکر ہمارا کیوں نہ ماتم یارسولؐ اللہ
نہ آیا جانا، کیا جان دیں ہم یارسولؐ اللہ

نہیں قربانیوں پر کوئی قائم یارسولؐ اللہ
کہ اب واقف نہیں ہم سے محرم یارسولؐ اللہ

درود و نعت کا شورِ دمادم یارسولؐ اللہ
یہ محشر ہے کہ جشنِ خیر مقدم یارسولؐ اللہ

نہ ہو جس آنکھ میں پانی تو اسمیں خون کیا معنی
قلم کیا ہو سکے جو سنہ نہ ہو تو شبنم یارسولؐ اللہ

ابد تک آپ جب موجود ہیں یا رحمتِ عالم
تو کیوں محروم رحمت ہے یہ عالم یارسولؐ اللہ

کلیدِ دو جہاں حاصل ہے جسکو عشق حاصل ہے
متاعِ مطمئن ہے آپؐ کا غم یارسولؐ اللہ

فقط دیدار کی خاطر نہیں ہے نسبتِ نبویؐ
تعلق ہے تو طاعت بھی ہو قائم یارسول اللہ

نعتِ شریف

در پہ جاکر بھی جو محرومیٔ در ہوتی ہے
جاں نثاری کے ارادے میں کسر ہوتی ہے

ہم ہی واقف نہیں خوشبوئے نبیؐ سے ورنہ
بند مٹھی کے بھی کنکر کو خبر ہوتی ہے

جاں جلائے کہ رہے، خشک نہ ہونے دے اسے
چشمِ تر اُن کی نظر میں گلِ تر ہوتی ہے

کعبہ طاعت کے لئے، طیبہ ہے توبہ کے لئے
عمرِ بخشش ہے جو اس در پہ بسر ہوتی ہے

کربِ اُمت سے بھلا بے خبری کیا معنی
جب کہ آقا کو درودوں کی خبر ہوتی ہے

شام اور شب نہیں طیبہ میں یہاں آٹھوں پہر
مختلف ناموں سے قسطوں میں سحر ہوتی ہے

دیدِ سرکارؐ نہ ہو بھی تو بجا ہے صابر
ہوش اُڑتا ہے تو اصلاحِ نظر ہوتی ہے

نعتِ شریف

عشقِ نبیؐ یہ جذبۂ جنّت فضول ہے
بے اجر بھی اطاعتِ نبویؐ قبول ہے

کعبہ میں اہلِ علم کے درجات جو بھی ہوں
طیبہ میں صرف عشقِ بلالیؓ قبول ہے

کردار کچھ نہ رکھ کے رسولِؐ کریم کو !
اپنی طرح سمجھنا کہاں کا اُصول ہے

اُن کو بشر بتانے کی جو ضد ہے رات دن
اُنؐ سے برابری کے لئے ہے تو بھول ہے

قربِ نبیؐ کے واسطے یہ جان و مال کیا
جنّت بھی چھوڑنے کو کہو تو قبول ہے

صدیوں کا تجربہ ہے، عقیدہ نہیں ہے یہ
ہر معتبر اُصول، نبیؐ کا اصول ہے

ترسا ہوا ہوں دیدِ نبیؐ کو کچھ اس قدر
پروردگار کل ہی قیامت قبول ہے

اُن پر کسی کے عُذر کا صابرؔ شمار کیا
پیغمبروںؐ کو جن کی اِمامت قبول ہے

نعتِ شریف

پھر نبیؐ شکلِ انساں میں ظاہر ہوئے یہ نہ سمجھو کہ سرکارؐ پیدا ہوئے
اب بھی ہیں باخبر کے وہ پیشِ نظر چند ذہنوں کے حق میں گزشتہ ہوئے

جبکہ جبرئیلؑ جیسوں کے جلتے ہیں پر، اور نعلین محفوظ ہیں عرش پر
اُن کے پر اُنکے نعلین کو دیکھ کر، غور فرمائیے کون اعلیٰ ہوئے

کتنے صدمات سہہ کر چھپائے ہیں وہ، اتنے انگارے ہنس کر چبائے ہیں وہ
ہر ستم حق سمجھ کر اُٹھائے ہیں تب کہیں کچھ مخالف شناسا ہوئے

نامِ اللہ پر بزم میں خاموشی، نامِ احمدؐ پہ ہر سو درودِ دلی
اس میں ہرگز نہیں کمتری برتری اور جو سمجھے بڑے بدعقیدہ ہوئے

میری نسبت جہنم کے ڈر سے سہی میری نعتیں شفاعت کی خاطر سہی
سنگریزے تو مجبورِ شافع نہ تھے کس لئے وہ محمدؐ پہ شیدا ہوئے

ہر نبی کی عطا اُمّتی پر رہی، اُنکی رحمت مگر سب پہ ثابت ہوئی
تھے غریبوں یتیموں کے محسن کئی، یہ تو دشمن کے ماویٰ و ملجا ہوئے

صرف شاہِ مدینہ نہ کہیئے سدا، دونوں عالم ہیں اُنکے غلامِ وفا
عرشِ اعظم بھی زیرِ قدم آپکے، کیا وہ صابرؔ فقط فخرِ طیبہ ہوئے

نعتِ شریف

○

…یر اُن کو تُو رازدار کیسا   دیکھا نہ تو نے در بھی پھر جاں نثار کیسا

…ک پہنچ کر یہ ذکرِ یار کیسا   دیدار کا ہے موقع پھر انتظار کیسا

…ر دید ہو کر مایوسِ یار کیسا   با اختیار ایسا، بے اختیار کیسا

…ہیں کیا سیانی ہونٹوں کے بجھے پانی   محتاط ہو جو اتنا وہ عشقِ یار کیسا

…کوئی پرسش، جسکو نہ خوفِ محشر   پھر وہ شجر تھا آخر زار و قطار کیسا

…کا ہر تقاضہ، صدیقؓ کو رلاتا   بعدِ نبیؐ ہوں زندہ پھر یارِ غار کیسا

…نہ ہو بلالیؓ، ہر سجدہ خالی خالی   بے روح ورزشوں پہ دار و مدار کیسا

…بجائے ناداں، دامن بچھا ہے تیرا   پھر اُن کے عاشقوں میں تیرا شمار کیسا

…خدا ہے رحمت، رحمت کو موت کیسی   پھر اُنکے گھر کو سمجھا آخر مزار کیسا

…تیؐ سے بڑھ کر کیا چاہیئے گزارہ   ساقی کے ساتھ رہ کر غمِ روزگار کیسا

راہِ نبیؐ میں صابرؔ یہ بھوک پیاس کیسی
باہوش ہو جو اتنا وہ اُن کا یار کیسا

نعتِ شریف

○

بس ایک بوریا ہے نبیؐ خانہ دیکھئے   سلطانؐ کی حیاتِ فقیرانہ دیکھئے

کس روپ میں ہے یارؓ کا دیوانہ دیکھئے   فرقت میں اک درخت کا مرجھانا دیکھئے

فاقوں سے گو ہیں پیٹ پہ پتھر بندھے ہوئے   چہرے پہ پھر بھی فرحتِ شکرانہ دیکھئے

پتھراؤ کرنے والوں سے اُمیدِ خیر ہے   مظلوم کا لحاظِ بزرگانہ دیکھئے

خالق بھی، اُمتی بھی، ملک بھی درود خواں   اُمیؐ لقب کا فخرِ رسولانہ دیکھئے

دونوں جہاں میں آپ کی طاقت کو دیکھ کر   دشمن کے ساتھ ربطِ کریمانہ دیکھئے

جی بھر کے عمر بھر میں کسی دن نہ کھا سکے   سرکارؐ کا یہ صبرِ غریبانہ دیکھئے

فاقوں سے وہ بھی باپ کی موجودگی میں تھا   یہ فاطمہؓ کو درسِ یتیمانہ دیکھئے

گو آمدِ نبیؐ میں کئی سال تھے مگر   عیسیٰؑ کی آرزوئے غلامانہ دیکھئے

سکرات، جس میں خود کا سنبھلنا محال ہو   اُمت کو یاد کر کے تڑپ جانا دیکھئے

بے حد گناہ گار سہی، ہے تو آپؐ کا
صابرؔ کو بھی بچشمِ کریمانہ دیکھئے

نعتیہ قطعات

○

ہے نورِ عرش کی، صبحِ حضورؐ ہے ؛ احمدؐ کا ہے نزول خدا کا ظہور ہے
جس نے زرِ جہالت کے خدا کا پتہ دیا ؛ اُمّیؐ ہے اور واقفِ جملہ اُمور ہے

نبیؐ کا واسطہ دوران مشکلات ؛ ہر گام ہے بفضلِ خدا ضامنِ نجات
سمجھ ہے ازل تا ابد سب نبیؐ سے ہے ؛ تنہا انہیں کی ذات کا صدقہ ہے کائنات

کے نور سے پیدا ہیں آپؐ نوری ہیں ؛ ہمارے جیسے بشر ہیں نہ ہم سے اُمّیؐ ہیں
از فرش یہ سب کچھ ہے آپؐ کی خاطر ؛ خدا ہے مالکِ کُن آپؐ کُن کی کنجی ہیں

کے حق میں بہت باخبر طبیب ہو تم ؛ کہ بعدِ پردہ بھی بیماروں کے قریب ہو تم
شتوں نے سجدہ جنھیں دیا آدمؑ ؛ تمھارا واسطہ دیتے ہیں وہ حبیبؐ ہو تم

والے تجھے سب جدا جدا سمجھے ؛ کہ تیس۳۰ پارے بھی پڑھ کر ذرا ذرا سمجھے
ہے ترے عارفینِ اکبر سا ؛ کہ تجھ کو اور تری عظمت کو بس خدا سمجھے

نعتیہ مثلث

رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے فریاد

اللہ کی جانب سے ہو تم رحمتِ عالم ؛ ہو کل کی طرح آج بھی مظلوم کے ہمدم
بھٹکا نہیں پہنچا ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں ؛ کب تک مرے آقاؐ مرے آقاؐ مرے آقاؐ

دشمن پہ بھی احسان ہے پہچان تمھاریؐ ؛ کیوں مجھ سے گریزاں ہے مگر شان تمھاری
منہ بند عقیدہ ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں ؛ کب تک مرے آقاؐ مرے آقاؐ مرے آقاؐ

وہ دھوپ ہے چلتا ہوں تو تلوار لگے ہے ؛ سائے میں ٹھہرتا ہوں تو دیوار گرے ہے
ہجرت کا تقاضہ ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں ؛ کب تک مرے آقاؐ مرے آقاؐ مرے آقاؐ

افلاس کے پتھراؤ میں چلتا ہوں ابھی تک ؛ اپنوں کو بھی افسوس ہے زندہ ہوں ابھی تک
توحید کا منشاء ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں ؛ کب تک مرے آقاؐ مرے آقاؐ مرے آقاؐ

ہمراہ مرے کونسی محرومی نہیں ہے ؛ لیکن مرے سائے پہ بھی مایوسی نہیں ہے
آخر میں تمھارا ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں ؛ کب تک مرے آقاؐ مرے آقاؐ مرے آقاؐ

...نیا یہ سمجھتی ہے جیتا ہوں تمھارا ؎ محتاجیٔ اغیار کروں کیسے گوارا
...یر بن وسیلہ ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں ؎ کب تک مرے آقا مرے آقا مرے آقا

...ں تم سے درودوں کا عوض کس طرح چاہوں ؎ نعتوں کا صلہ آج کیا، محشر میں نہ مانگوں
...شہ ہوں نہ سودا ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں ؎ کب تک مرے آقا مرے آقا مرے آقا

...یہ نہیں پیری میں بھی کعبہ نہیں دیکھا ؎ اس کی بھی شکایت نہیں روضہ نہیں دیکھا
...شرم ہے زندہ ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں ؎ کب تک مرے آقا مرے آقا مرے آقا

...یاد پہ رحمت کی یہ خاموشی عجب ہے ؎ مظلوم کو اور صبر کی تاکید غضب ہے
...ی نہیں گلتا ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں ؎ کب تک مرے آقا مرے آقا مرے آقا

...و اگر ہوں تو یہ ترغیب نہیں ہے ؎ شیطان کا شکوہ مری تہذیب نہیں ہے
...یا ہوں تمھارا ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں ؎ کب تک مرے آقا مرے آقا مرے آقا

...ہ عقیدہ بھی گزارہ بھی ہے میرا ؎ یہ دین بھی دنیا بھی ہے عقبیٰ بھی ہے میرا
...تو ہی تمھارا ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں ؎ کب تک مرے آقا مرے آقا مرے آقا

کنکر کو بھی آواز دلائے ہوئے آقا ؎ ڈوبے ہوئے سورج کو ابھارے ہوئے آقا
اک میں ہوں کہ ڈوبا ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں ؎ کب تک مرے آقا مرے آقا مرے آقا

کل تک شبِ معراج کا آغاز رہا ہوں ؎ اور آج میں حیوانوں کے جنگل میں پھنسا ہوں
میں مسجدِ اقصیٰ ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں ؎ کب تک مرے آقا مرے آقا مرے آقا

جاری سہی مدت سے مری سجدہ گزاری ؎ معبود کو دیکھا نہیں پھر کیسا نمازی
تم کہتے ہو بیتا ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں ؎ کب تک مرے آقا مرے آقا مرے آقا

صابر ہوں بزرگوں کی دعا ساتھ ہے میرے ؎ اور صبر کے ناطے سے خدا ساتھ ہے میرے
لگتا ہوں کہ تنہا ہوں بڑی دیر سے چپ ہوں ؎ کب تک مرے آقا مرے آقا مرے آقا

سیّد الشہدا حضرت امام حسینؓ اور اُن کے حالیہ معترضین

قطعات

○

قائم نہیں حسینؓ کے جو احترام پر ؛ ہیں اُن میں کچھ یزید نما انتقام پر
پاسِ نبیؐ، لحاظِ علیؓ سب کو روند کر ؛ تحقیق پر اَڑے ہیں شریعت کے نام پر

روحِ حسینؓ کہتی ہے کیا ہے بجا ہوا ؛ پھر کیوں قلم قلم ہے ستم پر تُلا ہوا
تیرے یزیدیوں کے تو بچ کر نکل گئے ؛ اپنوں کی بدظنی کا ہے خنجر دھنسا ہوا

امداد غیر سے لبِ اقدس بلند ہے ؛ احسان مند کیوں ہو جو اقبال مند ہے
دریا ملے یزید کو جس کے طفیل میں ؛ پانی اُسی نبیؐ کے گھرانے پہ بند ہے

واقف نہیں ریا سے یہ زہرہؓ کا پوت ہے ؛ جاری ہے قلب اور زباں پر سکوت ہے
یہ لاالٰہ نہیں ہے فقط وِرد کے لئے ؛ خونِ حسینؓ اس کا مکمل ثبوت ہے

مظلوم اور سب سے زیادہ حسینؓ ہیں ؛ ہوتا ہے جن پہ آج بھی حملہ حسینؓ ہیں
جاری ہے جن پہ ظلم، شہادت کے بعد بھی ؛ اس نقطۂ نظر سے تو تنہا حسینؓ ہیں

منقبتی قطعات

بہ شان حضرت خواجہ قبول اللہ حسینی گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نبیرہ حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ

○

بے خودی میں بھی با اُصول ہو تم ؛ کیوں نہ ہو وارثِ رسولؐ ہو تم
ہم تو خود اپنی آنکھ میں رد ہیں ؛ اور اللہ کو قبول ہو تم

○

دلبرِ خواجۂ عظیم ہو تم ؛ گل کدے کیلئے نسیم ہو تم
پھر یہ غنچوں پہ دھوپ کیا معنی ؛ ہو کرم سایۂ کریم ہو تم

مناقب بہ شان حضرت خواجہ ابوالفیضؒ بیدر شریف

○

سُنو فیضؒ نکتۂ مرشدانہ ؛ نہ ہو عشق تو ہر حقیقت فسانہ
وہی شان صدیوں سے ہے مومنانہ ؛ شہادت ملی فیضؒ کو غازیانہ
تو آواز دے اُن کو زندہ سمجھ کر ؛ تعلق نہ رکھ فیضؒ سے غائبانہ
سنورتی ہے تقدیر اس در پہ آ کر ؛ جنوں کا یہ اقرار ہے منصفانہ
درِ فیضؒ سے یہ حقیقت ہے ثابت ؛ کہ مشکل کشا ہے نبیؐ کا گھرانہ
خراجِ عقیدت نہیں، تجزیہ ہے ؛ ابوالفیضؒ کا معترف ہے زمانہ
درِ فیضؒ کی عرش تک ہے بلندی ؛ ہے آباد اس میں علیؓ کا گھرانہ
ہے یہ آستاں ضامن فضل و رحمت ؛ تعلق بشرطیکہ ہو عاشقانہ

درِ فیضؒ آلِ نبیؐ کا ہے صابر
بڑے گلستاں کا بڑا آشیانہ

منقبت شریف بہ شان حضرت خواجہ ابوالفیضؒ بیدر شریف.

○

کیا یوں ہی اہل چشت کا رتبہ بلند ہے ؛ اک فیضؒ کیا کہ فیضؒ کا شجرہ بلند ہے
تصدیق جسکے فیض کی ہر دور سے ہوئی ؛ اس کعبۂ دکن کا یہ شعبہ بلند ہے
وہ خود نہ بڑھ سکے تو الگ بات ہے مگر ؛ اس در کی دھول کا بھی نصیبہ بلند ہے
خواجہ بھی، فیض خلق بھی، آلِ رسولؐ بھی ؛ ہر ایک رُخ سے فیضؒ کا درجہ بلند ہے
دھاگے کے دم قدم سے ہے پروانہ کاغذی ؛ ذرّہ کا تبر بفیضِ وسیلہ بلند ہے
آدمؑ سے بھی خطا ہوئی شیطان سے بھی مگر ؛ تقویٰ گواہ ہے کہ عقیدہ بلند ہے
جو ہو گیا ہے فیضؒ کا با فیض ہو گیا ؛ ثابت ہوا کہ دونوں کا درجہ بلند ہے

تاریخ معتقد ہی نہیں، معترف بھی ہے
صابر مقام فیضؒ کا کتنا بلند ہے

منقبت شریف

بہ شان حضرت خواجہ ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ بیدر شریف

ہر نعمت درکار ہیں سرکار ابوالفیضؒ
غنچہ نہیں گلزار ہیں سرکار ابوالفیضؒ

یہ طرزِ کرم یاد دلاتا ہے نبیؐ کی
دشمن کے بھی غمخوار ہیں سرکار ابوالفیضؒ

اصحابِ کہف زندہ تھے بیدار نہیں تھے
تربت میں بھی بیدار ہیں سرکار ابوالفیضؒ

پردے میں ہیں پردے کے ہر اک راز سے واقف
اس پار سے اُس پار ہیں سرکار ابوالفیضؒ

بیکس کی ضروری نہیں روضے پہ حضوری
گھر گھر کے نگہدار ہیں سرکار ابوالفیضؒ

تسلیم شدہ عشقِ محمدؐ ہے "ولایت"
ولیوںؒ میں بھی شہکار ہیں سرکار ابوالفیضؒ

کس دور کو سورج کی ضرورت نہیں صابرؔ
ہر دور کو درکار ہیں سرکار ابوالفیضؒ

منقبت شریف

بہ شان حضرت خواجہ ابوالفیضؒ۔ بیدر شریف

مہتاب کی تشریح ضروری بھی کہاں ہے
خود نام ابوالفیضؒ سے فیضان عیاں ہے

اس در پہ شب و روز جو رحمت کا سماں ہے
لمحات کا دعویٰ نہیں، صدیوں کی زباں ہے

نسبت ہے تو چادر نہیں، دل اپنا چڑھا دے
ویسے تو یہاں پھول بھی محفوظِ خزاں ہے

پابندیٔ سُنت پہ ہے انعامِ ولایت!
اس رُخ سے بھی تاریخ ابوالفیضؒ عیاں ہے

کہلاتا نہیں کوئی ولیؒ یونہی ابوالفیضؒ
اک تقویٰٔ پیہم ہے جو صدیوں سے رواں ہے

جو آلِ نبیؐ کا وہ نبیؐ کا وہ خدا کا
بیمارِ ابوالفیضؒ، مسیحائے جہاں ہے

کس طرح ابوالفیض کو مانے کوئی ناداں
اندھے کے لئے آئینہ، آئینہ کہاں ہے

ہم سب کا مخالف ہے بزرگوں کا مخالف
یہ بات مگر کس میں ہے کتنی ہے کہاں ہے؟

دربار ابوالفیض کو قبریں نہ سمجھنا
زہرہؓ کا گھرانہ ہے یہ حیدرؑ کا مکاں ہے

ہم سب کو خدا آلِ محمدؐ کا بنادے
اس عشق میں خوشنودیٔ سرکار جہاں ہے

ہم سب کو محمدؐ پہ فدا ہونا سکھادے
یہ عشق نہیں جس میں وہ ایمان کہاں ہے

ہم سب کو ابوالفیضؒ کا دیوانہ بنادے
منکر کا بھی دل پھیر دے تو ربِ جہاں ہے

تھرآئے ہوئے دل سے پکارے کوئی صابر
آواز یہ آئے گی ابوالفیضؒ یہاں ہے

منقبت بہ شان حضرت خواجہ ابوالفیضؒ ۔ بیدار شریف۔

یہ یقینِ خاص پایا فیضیہؒ دربار سے
بھیک بے مانگے بھی مل جاتی ہے واقف کار سے

رب تو رب بندہ بھی ناخوش ہے دلی بیزار سے
فضل رک جاتا ہے اکثر فیض کے انکار سے

فیضیہؒ در کا کھلا احسان ہے تہذیب پر
وقت کو منظوری ملتی ہے اسی دربار سے

صرف بیداری نہیں ہے فیضیابِ چشتیہؒ
سرخ رو پورا دکن ہے خواجہؒ بیدار سے

آپؒ تک میری رسائی کا وسیلہ بن گیا
متفق ہونا پڑا انجم کو دلِ بیمار سے

انفرادی فیضیابی کی مثالیں کیا کہوں
فیض پائے ہوں بہت سے دور جس دربار سے

گر عقیدہ، تجربہ سے بڑھ کے مستحکم نہ ہو
فیض ممکن ہی نہیں در سے ہو یا دربار سے

آلؒ میں ہوتی ہیں صابر اصل کی دلداریاں
رحمتیں ہوتی ہیں نازل روشنی کے تار سے

بہ شانِ پیر و مرشد الحاج حضرت سیّد شاہ سفیر اللہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ
چشم و چراغِ حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ۔ گلبرگہ شریف۔

ہمارے رہبرِ عرفاں، سفیر اللہ حسینی ہیں
خدا سے عشق کا ساماں، سفیر اللہ حسینی ہیں

بظاہر بندہ ہیں لیکن، ہیں یہ بندہ نوازوں میں
کچھ ایسے مرشدِ ذیشاں، سفیر اللہ حسینی ہیں

شہنشاہی بھی جھک جاتی ہے وہ جنکی فقیری پر
سفیر اللہ حسینیؒ ہاں سفیر اللہ حسینی ہیں

جو ہیں بیدار ہی مردے، انہیں مردہ سمجھتے ہیں
وگرنہ زندہ و تاباں، سفیر اللہ حسینی ہیں

ولیؒ کو ماننا بدعت سمجھنے والے کیا جانیں
ولی اور کاملِ عرفاں، سفیر اللہ حسینی ہیں

دکن ہی تک نہیں محدود حضرت کی مسیحائی
سبھوں کے درد کا درماں سفیر اللہ حسینیؒ ہیں

نبیؐ کی آلؒ کو سب کی طرح سمجھو نہ دیوانو
کہ ذرّوں میں مہِ تاباں سفیر اللہ حسینیؒ ہیں

جنوں کے راستے میں نظریئے بے سود ہیں صابرؔ
نظر ہو تو سکونِ جاں سفیر اللہ حسینیؒ ہیں

منقبت بہ شانِ حضرت شیخ کریم اللہ قادریؒ چنگوپہ شریف

ہماری ہی طرح کلمے پہ ایقانِ کریمیؒ ہے
مگر ایمان کی تکمیل، عرفانِ کریمیؒ ہے

قسم اللہ کی کلمہ رگِ جانِ کریمیؒ ہے
مرا دعویٰ نہیں، لاکھوں کا عرفانِ کریمی ہے

قدیر اللہؒ سے پوچھو کہ کیا شانِ کریمیؒ ہے
کہ یہ سیّد وجیہ مرتبہ دالانِ کریمیؒ ہے

"امامت" چھوڑ کر جس نے غلامی کی محمدؐ کی
تو کیا سارا دکن یونہی ثنا خوانِ کریمیؒ ہے

کریم اللہؒ کی تصویر ہے گویا قدیر اللہؒ
وہی فاقہ وہی تقویٰ وہی شانِ کریمیؒ ہے

یہی تو کلمہ گو اور کلمہ خواں میں فرق ہے ہمدم
کہ جو کلمہ سے واقف ہے وہ قربانِ کریمیؒ ہے

یہاں سر پیش کرنے پر سند ملتی ہے نسبت کی
کہ یہ قربان گاہِ عشق ایوانِ کریمیؒ ہے

وہ جس کو بات تک کرنی نہیں آتی سلیقے سے
وہی صابرؔ بفیضِ نعت، مہمانِ کریمیؒ ہے

منقبت شریف

بہ شانِ حضرت سیّد محمدؒ بادشاہ قادری، چشتی، یمنی المتخلص بہ قدیرؒ

ہلکٹہؒ شریف

حضرت قدیرؒ نام ہے، کلمہ پیام ہے
ہلکٹہؒ اس لحاظ سے بزمِ امام ہے

یہ درَ درِ قدیر بفضلِ تمام ہے
اس درَ سے نااُمیدی سَراسر حرام ہے

کلمے کے ساتھ عشقِ حقیقی کا نام ہے
یعنی قدیرؒ، نام نہیں اک نظام ہے

اخلاص ہی کے دَم سے جُنوں کا مقام ہے
شامل ہو مصلحت تو عقیدت حرام ہے

کلمہ، درِ قدیرؒ کا ایسا پیام ہے
جس پر قیامِ دین کا سارا نظام ہے

صابرؔ درِ قدیرؒ ہے سب پر کھُلا ہوا
شانِ قدیرؒ سب سے محبت کا نام ہے

منقبت شریف بہ شانِ حضرت سیّد محمدؐ بادشاہ قادری چشتی یمنی المتخلص بہ قدیرؒ۔ ہلکٹہ شریف۔

طیبہ کے وارثینؒ کا ماہِ جدائی ہے ؎ شامِ قدیرؒ پہ جو غمِ کربلائی ہے
نسبت درِ قدیر کی جب رنگ لائی ہے ؎ ڈوبی ہوئی حیات کنارے پہ آئی ہے
توحید کے رموز کی چلمن ہٹائی ہے ؎ کلمے پہ جو نقابِ وفا تھی اٹھائی ہے
راہِ وفا میں نفس کی دھجی اُڑائی ہے ؎ سیّد نے اپنے شیخ کی جوتی اٹھائی ہے
تفریق کی حدوں سے بہت ماورائی ہے ؎ ہر سلسلے پہ سایۂ غوث الورائی ہے
تربت پہ جو قدیرؒ نے محفل سجائی ہے ؎ ہر مرحلے پہ پیرؒ کی عزت بڑھائی ہے
مسند پہ بیٹھ کے نہ دیا درسِ معرفت ؎ خود بھی فقیر بن کے فقیری سکھائی ہے
ثابت کیا قدیرؒ نے پردے کے بعد بھی ؎ مشکل کشا کی نسل میں مشکل کشائی ہے
کچھ خار کم تو کر دیئے جو پاؤں میں چبھے ؎ کتنی مفید یار کی پا برہنائی ہے
انجامِ کار کر کے محرم میں انتقال ؎ کربل سے رابطے کی گواہی دلائی ہے

صابرؔ دلوں کو ربِ حقیقی سے جوڑنے
تا عمر لا الٰہ کی ضرورت بتائی ہے

منقبت بہ شان حضرت سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی قدیرؒ

ھلکٹہ شریف

قدیریؒ آستاں کا سائباں ہے ؞ وہ کلمہ جسمیں نورِ دو جہاں ہے
یہ کلمہ عرشِ اعظم کی اذاں ہے ؞ یہ بنیادِ نمازِ عاشقاں ہے
وہ کلمہ جو نجاتِ دو جہاں ہے ؞ قدیریؒ شاہزادوں کا نشاں ہے
موافق کیا مخالف پر عیاں ہے ؞ سکونِ دل قدیری آستاں ہے
جدھر دیکھو جلوس کلمہ خواں ہے ؞ مرا صاحبؔ امیرِ کارواں ہے
تو اہلِ حق سے ناحق بدگماں ہے ؞ قدم بوسی ہے یہ سجدہ کہاں ہے
جو ہے محفوظ ہر برق و شرر سے ؞ بفضلِ رب قدیریؒ آشیاں ہے

ذرا سنجیدگی سے سوچ صابرؔ
اسی کلمہ میں وصلِ جاوداں ہے

؎ حضرت قدیرؒ کے فرزندِ اکبر اور سجادہ نشین درگاہِ قدیریہ ھلکٹہ شریف کا تخلص

منقبت شریف

بہ شان حضرت سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی قدیرؒ

در سے اُٹھے قدیرؒ دیاروں پہ چھا گئے ؞ کلمے کیساتھ خود بھی دلوں میں سما گئے
وہ دوست دشمنوں کی حدوں سے ورا گئے ؞ تب ہی وہ اپنے دور کی قسمت بنا گئے
اک مختصر سا کلمہ بظاہر سکھا گئے ؞ لاکھوں کے ہاتھ خلد کی کنجی تھما گئے
سیّد کی اپنے شیخ سے نسبت نہ پوچھئے ؞ دو جسم ایک جان کا منظر دکھا گئے
کلمہ ہے تا بہ حشر پناہ گاہ معتبر ؞ کیا نکتۂ نجات دلوں میں بسا گئے
راہِ جنوں میں دیکھ کے سرشاریٔ قدیرؒ ؞ کتنے اسیرِ وقت فقیری پہ آ گئے

صابرؔ نہ پوچھ عشق میں مستی قدیرؒ کی
تا منزلِ مراد وہ برہنہ پا گئے

سلام

بحضور سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سرورِ جاوداں، اَلسّلامُ علیک ⁂ رحمتِ ہر زماں، اَلسّلامُ علیک
محسنِ بیکساں، اَلسّلامُ علیک ⁂ شافعِ عاصیاں، اَلسّلامُ علیک
خیرِ اعلیٰ کا پیکر وجود آپؐ کا ⁂ نورِ امن و اماں، اَلسّلامُ علیک
انبیاء ہوں، ملائک ہوں یا اولیاءؒ ⁂ میرِ ہر کارواں، اَلسّلامُ علیک
سیرتِ پاک، رحمت کی تصدیق ہے ⁂ ہے جہاں پر عیاں، اَلسّلامُ علیک
زیرِ گنبد ہیں آٹھوں پہر رحمتیں ⁂ عاشقوں پر عیاں، اَلسّلامُ علیک
آپ سے عشق، توفیق کی انتہا ⁂ سب کو حاصل کہاں، اَلسّلامُ علیک
ذاتِ بے سایہ ہے سب پہ سایہ فگن ⁂ ہے یہ سب کی زباں، اَلسّلامُ علیک

جانِ صابرؔ ہو صابرؔ کی تقدیر میں
آپ کا آستاں، اَلسّلامُ علیک